بعثت محمدی ﷺ سے قبل امن عالم کی حکمت عملی
تاریخی و تجزیاتی مطالعہ

URDU-THE STRATEGY FOR WORLD-PEACE BEFORE THE PROPHETHOOD OF MUHAMMAD PBUH - A HISTO-GEOGRAPHICAL STUDY

Dr. Zahid Latif*, Dr. Zain ul Abdin Sodhar **

The Scholar Islamic Academic Research Journal || Web: www.siarj.com || P. ISSN: 2413-7480 || Vol. 4, No. 1 || Jan-June 2018 || P. 57-70

DOI: 10.29370/siarj/issue6ar4

URL: https://doi.org/10.29370/siarj/issue6ar4

ABSTRACT:

Before the arrival of Muhammad Arabi, the condition of the land of Arab was such that the humanity was groping in the dark, the human conscience has become filthy with ignorant ideas and norms of the society had been deteriorated to its lowest. The roots of humanity had become hallow due to the excessive indulgence of man in luxury and at the same time it was a condition of high deprivation in terms of knowledge. In addition to it, ignorance and barbarism were in prevalence, the religions were thoroughly circumscribed, the divine religions had been tempered with and lost their authenticity and reverence and become soulless and motionless hallow structure with some superstitious and mundane customs left in them. Prior to the

* Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Engineering and Technology, Lahore, Pakistan. Email: hzlatif@gmail.com

** Assistant Professor, Institute of Languages, University of Sindh, Jamshoro, Pakistan. Email: hafizzainsodhar@gmail.com

advent of Islam whether it was the Roman Empire or the Sassanid Empire of Persian or Jewish culture and civilization or Indian eroticism and untouchability or Bedouin or jingoistic features of Ārāb land or Monarchy of China, every system and civilization was littered with barbarism and bloodshed of humanity and no one was expected to talk about humanity or the protection of rights of humanity. There was no hope at all that any savior of humanity may emerge on the horizon who may promote the lesson of rights and justice, peace and reconciliation, or the one who may uphold the cause of peace, justice, wisdom and reconciliation. The world was devoid of such lexicon as peace, justice, and equality. Prior to the Holy Prophet of Allah, Muhammad (PBUH), there were some voices of reason that were raised as they were tired of the barbarism and bloodshed; these voices are called unwarranted pledge (Ḥālf ūl Fūẓool). But this ray of hope had the capacity to illuminate it might have illuminated only the Arab land with its light and only the last Prophet of Allah might have verified it.

Keywords:. Peace , Prophethood, History, Strategies

کلیدی الفاظ: امن، نبوت، تاریخ، حکمت عملی

تعارف:

اسلام کی تعلیم سروری وجہانبانی کی تعلیم ہے اس کی اہم ترین خاصیت یہ ہے کہ یہ دین اپنے متبعین میں بغیر کسی شائبہ تکبر کے خوداری، بغیر کسی فریب نفس کے اعتماد ویقین اور توکل کی روح پھونکتا ہے۔یہ عقیدہ انہیں متنبہ کرتا ہے کہ ان کے کاندھوں پر پوری انسانیت کا بوجھ ہے۔روئے زمین پر بسنے والی انسانی جماعت کی تولیت (Trusteeship)ان کے سپرد ہے اور ان کا فرض منصبی ہے کہ وہ بھٹکے ہوئے انسانی گلہ کی پاسبانی کریں۔اور انسانوں کو دین محکم اور صراط مستقیم کی طرف سے راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے۔اور اس روشنی اور ہدایت کے ذریعہ جو انہیں اللہ کی جانب سے عطا ہوئی ہے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں اور خطہ ارضی کو امن و آشتی کا گہوارہ

بنائیں۔ارشادالہی ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ (Al Quran, 2:257)

قبل از اسلام دنیا میں امن وآشتی کی کیفیت کیا تھی مشرق ومغرب' شمال وجنوب' چین وعرب اور ہند سے لیکر روم وفارس تک معاصر دنیا کا عقلی وفکری مزاج کیا تھا۔وہ مذاہب جن پر دین سماوی کا پرتو تھا یعنی یہودیت وعیسائیت یا پھر دیگر بت پرست مذاہب کی حالت کیسی تھی۔امن وامان کی دھجیاں بکھرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں یا پھر انسانیت سکون وآشتی کا گہوارہ تھی اور نمائندگان خدا یعنی پیغمبروں کی تعلیم کا کس قدر اثر انسانیت پر باقی تھا ۔نبی آخر الزمان ﷺ کی آمد سے انسانیت اپنے شرف وعظمت کا کھویا ہوا سبق حاصل کر پائی اور پھر دیگر بانیان مذاہب و مصلحین نے کیا کیا انداز واطوار اپنائے کہ سسکتی ہوئی انسانیت کے زخموں پر پھاہا رکھا اس بحث کو مقالہ میں سمیٹنے کی کوشش کی جائے گی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ انسانیت پر جاہلی روح مسلط، ضمیر گندہ اور روح متعفن ہو چکے تھی معیار اور قدریں بگڑ چکی تھیں غلامی وظلم کا دور دورہ اس قدر کہ انسانیت کی جڑ ایک طرف مجرمانہ عشرت پسندی تو دوسری طرف نامراد محرومی کے ہاتھوں کھوکھلی ہو رہی تھی۔ ظلمت وضلالت کے بادل سروں پر منڈلا رہے تھے مذاہب سماوی تو پہلے ہی تحریف وتبدیلی سے گھن زدہ ہو چکے تھے۔ نصرانیت اور یہودیت مذاہب کے ڈھانچے بن چکے تھے۔اور صرف چند بے جان اور بے روح مراسم کا مجموعہ تھے۔

ہولناک پستیوں کے مہیب غار میں انسانیت اپنے سر کے بل گری پڑی تھی۔واقعہ یہ ہے کہ جاہلیت اپنے مزاج اور روح کے اعتبار سے ایک ہی ہے چاہے وہ جدید ہو یا قدیم، جاہلیت کسی محدود زمانہ کے کسی خاص وقفہ کا نام نہیں بلکہ فکر وعقل کی ایک خاص متعین ساخت کا نام ہے اور یہ فکری ساخت اس وقت ابھرتی ہے کہ جب انسانی زندگی کے حدود ومعیار باقی نہیں رہتے جو خدا نے مقرر کیے ہیں اور ان کی جگہ وہ مصنوعی معیار آجاتے ہیں جنکی بنیاد وقتی خواہشات پر ہوتی ہے۔

روم ویونان میں امن عامہ کی مخدوش صورتحال

بعثت محمدی سے قبل اگر ہم چھٹی صدی کی مسیحی دنیا میں امن وامان کی بگڑی ہوئی حالت زار پر نظر دوڑائیں تو بلا اختلاف یہ دور تاریخ انسانی کا تاریک وپست ترین دور تھا۔انسان خدافراموش ہو کر کامل طور پر خود فراموش بن چکا تھا۔پیغمبروں کی آواز عرصہ دراز سے دب چکی تھی جن چراغوں کو یہ حضرات روشن کر کے گئے تھے ظلم وبربریت

کے طوفان میں یاتو بجھ چکے تھے یا گھٹاٹوپ اندھیروں میں اسطرح ٹمٹمارہے تھے کہ جن سے صرف چند خداشناس دل روشن تھے۔روم ویونان بھی اس وقت ہر خرابی وفساد کے علمبردار بنے ہوئے تھے۔مختلف اجتماعی واخلاقی امراض کا عرصہ سے یہ قومیں آشیانہ بنی ہوئی تھیں ان کے افراد تعیش وتکلفات کی زندگی کے سمندر میں سرتاپا غرق تھے دنیا کے مختلف حصوں اور ملکوں میں یہ غفلت وخود فراموشی،اجتماعی بے نظمی وانتشار اور اخلاقی تنزل رونما تھا حتی کہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب انحطاط اور شر وفساد میں ایک دوسرے پر بازی لے جاناچاہتے ہیں۔

جارج گبن لکھتاہے۔

"چھٹی صدی عیسوی میں سلطنت کا زوال اور اسکی پستی انتہاپر تھی اس کی مثال اس بڑے تناور اور گھنے درخت کی تھی جس کے سائے میں دنیاکی قومیں کبھی پناہ لیتی تھیں اور اب اس کا صرف تنارہ گیا تھا۔جو روز بروز سوکھتا جارہا تھا"[1]

رابرٹ بریفالٹ مسیحیت کے ہاتھوں ہونے والی امن کی بربادی اور طوائف الملوکی کا تذکرہ یوں کرتاہے۔

"پانچویں صدی سے دسویں صدی تک یورپ پر گہری تاریکی چھاچکی تھی جو تدریجاً بھیانک اور گہری ہوتی جارہی تھی اور اس کی مثال کسی گلی سڑی ہوئی لاش کی سی تھی اٹلی فرانس تباہی اور طوائف الملوکی سے بھرے پڑے تھے"[2]

یہ امن کے وہ پرچارک اور پیار ومحبت کے وہ دعوی دار تھے کہ جو مسیح کے امن وآشتی سے بھرے ہوئے پیغام کو یکسر بھلا بیٹھے تھے اور محبت کا خدا اور پیار وامن دینے والا خدا کی رٹ لگائے رکھتے۔

مسیحیت اور بائیبل میں امن کی صدا

بلاشبہ مسیح کی جانب منسوب امن کے پیغام میں جو ہمیں بائبل سے ملتاہے کہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے ،دوسرا بھی اسکی طرف پھیر دے اگر کوئی نالش کرکے تیرا کرتہ لیناچاہے تو تُو چوغہ بھی اتار کر اسے دے دے۔جو کوئی ایک کوس بیگار لے جاناچاہے تو اس کے ساتھ دو کوس چلا جا[3]

[1] Gibson, The History of the Decline and Fall of the Roman Empire, 1:P.31.

[2] Brefault, Making of Humanity, P.164.

[3] Holy Bible, Mathew 5:39.

یہ امن کی خوبصورت آواز فی الحقیقت مسیح کی جانب منسوب ایک غلط مبالغہ ہی تھا جس میں اپنی ذات کے اندر اور باہر معاشرہ میں موجودہ شرارت اور برائی کا انفعال (Passive) مقابلہ کرنے کے ضمن میں تھا کہ شریر کا مقابلہ نہ کیا جائے۔اس لیے کہ عہد جدید کے پیروکار دوسری جانب اپنے پیغمبر کی حقانیت ثابت کرنے کے ضمن میں عہد عتیق کو بھی منزل من اللہ اور محفوظ کلام قرار دے چکے تھے اور عہد عتیق وجدید میں افراط و تفریط پر مبنی حد اعتدال سے گذری ہوئی اذکار رفتہ، غیر فطری اور سماج دشمن تعلیمات کے نتیجہ میں ایک طرف تو ایسے لوگ بکثرت ہوئے جو تمام اخلاقی اور سماجی حدود کو پھاند گئے تو دوسری طرف ایسے جو دنیاوی تعلقات کو ترک کرکے رہبانیت اختیار کر بیٹھے تھے۔ایک طرف مسیح کی جانب محبت، پیار، امن منسوب کرنے والے امن کا راگ الاپنے والے مسیحی متبعین دوسری طرف عہد قدیم میں مذکورہ بائبل کے بیان کردہ شقاوت اور سفاکی کے احکام پر لاجواب تھے۔ملاحظہ کے لیے عہد قدیم سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔عہد عتیق کتاب استثنا میں مذکور ہے۔

جب خداوند تیرا خدا تیرے دشمنوں کو تیرے آگے شکست دلائے اور تو ان کو مارے تو ان کو بالکل نابود کر ڈالنا اور ان پر ترس نہ کھانا[4]

جب تو کسی شہر سے جنگ کرنے کو پہنچے تو پہلے اسے صلح کا پیغام دینا اگر وہ صلح نہ چاہیں اور خداند تیرا خدا انہیں تیرے قبضہ میں کردے تو وہاں کے ہر فرد کو تلوار سے قتل کر ڈالنا۔لیکن عورتوں، بچوں، چوپایوں اور شہر کا سب لوٹ کا مال اپنے لیے رکھ لینا اور وہاں کے کسی ذی نفس کو جیتا نہ چھوڑنا بلکہ نیست و نابود کر دینا[5]

دشمن کے مرد و عورت تو درکنار سیموئل نبی کے لیے جو حکم دیا جارہا ہے اس میں شیر خوار بچوں تک کو بھی بے رحمی سے قتل کرنے کا حکم موجود ہے۔

چنانچہ سیموئیل اول میں مذکور ہے۔

رب الافواج فرماتا ہے کہ اب تو جا اور عمالیق کو مار اور جو کچھ ان کا ہے سب کو بالکل نابود کر ڈال اور ان پر رحم مت کر بلکہ عورت و مرد ننھے اور شیر خوار بچے، گائے، بیل، بھیڑ بکریاں، اونٹ، گدھے سب قتل کر ڈال[6]

اغلباً تاریخ مذاہب و ملل میں یہ منفرد جنگی حکم ہے جو اب بھی بائیبل کے صفحات کی زینت ہے۔

---

[4] Holy Bible, Deuteronomy 7: 2,16.

[5] Holy Bible, Mathew 15: 13-20.

[6] Holy Bible, 1-Samuel 2:3-15.

بلاشبہ قرآنی اوراق ہی ان انبیائے عظام کی امن و آشتی کی کاوشوں کی خوبصورت نظیر پیش کرتے ہیں کہ جب ایک مصری ایک قبطی پر ناحق ظلم کر رہا تھا تو موسیٰ نے ظلم اور ناحق فعل کو کسی صورت برداشت نہ کیا بلکہ صلح جوئی کا راستہ اپنایا مگر دوسری جانب سے زیادتی وعدوان کے جواب پر پھر موسیٰ نے مصری کو مزا چکھایا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نمائندگان خدا ہی کائنات میں امن و آشتی کے صحیح و حقیقی علمبردار رہے ۔جناب مسیح علیہ السلام کی امن بھری حقیقی تعلیمات میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے رواداری، برداشت اور تحمل اور پر امن تبلیغ ہی کا حکم دیا ہوگا یہاں تک کہ شاہ قسطنطین نے عیسائیوں کو غیر ہم مذہبوں سے رواداری برتنے کی پالیسی اختیار کی اور بالآخر خود بھی عیسائیت قبول کر لی۔اس کے بعد مذہبی تشدد کا شکار رہنے والوں کے مقابلے میں عیسائیوں سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ وہ دیگر مذاہب کے متبعین سے رواداری کا سلوک برتیں گے اور اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے دلائل اور پر امن تبلیغ کا سہارا لیں گے مگر مسلمانوں کو تلوار کے زور پر اسلام کے پھیلنے کا طعنہ دینے والوں کی حالت کیا ہو گئی عدم برداشت اور تشدد ان کی گھٹیوں میں کس قدر رچ بس چکا تھا۔اس کی خوبصورت تصویر کشی ریشنلسٹ انسائیکلوپیڈیا Rationalist Encyclopedia کا مقالہ نگار یوں کرتا ہے۔

قسطنطین کے تھوری دیر بعد انہوں نے مشرکوں اور بے مذہبوں (Pagans) پر تشدد کی اجازت کی ایک جعلی دستاویز (Forged Persecution Degree) تیار کر لی اور آئندہ ایک صدی میں سلطنت روما سے عملاً تمام دوسرے مذاہب اور مرکزی کلیسا سے اختلافات رکھنے والوں کو ختم کر ڈالا[7]

مسیح نے بلا مبالغہ حق وانصاف، صداقت و دیانت پر مبنی تعلیم دی بنی اسرائیل جو ہر دم ہر لحظہ مسیح کے خلاف بادشاہ وقت کو ہر لمحہ بھڑکانے کے لیے تیار رہتے ہیں مسیح کی کمال دانشورانہ اور بصیرت افروز کلمات جو امن و آشتی کا خوبصورت ضابطہ کہے جاسکتے ہیں کہ جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو۔[8]

علمائے یہود کی ریشہ دوانیاں اور نقص امن

علماء یہود بدامنی وفساد کے خوگر دودھاری تلوار کی مانند کسی طرح امن عامہ میں ہلچل مچانا چاہتے۔حضرت عیسیٰ کا پہاڑی کا وعظ اس کی بین مثال ہے۔کمال درجہ بصیرت افروزی اور دور اندیشی سے کام لے کر کبھی انہیں اپنی

[7] Blanchard, "Rationalism."

[8] Holy Bible, Mark 12:17.

چالوں میں کامیاب نہ ہونے دیا حتی کہ امر الٰہی پورا ہوا اور آپ کے رفع آسمانی کا واقعہ پیش آیا۔

اسی طرح قبل از اسلام یہودی قوم دیگر اقوام میں ممتاز و نمایاں تھی جس کا سبب ان کے پاس دین کا بڑا سرمایہ اور دینی تعبیرات اور اصطلاحات کو سمجھنے کی صلاحیت تھی یہود اپنی بد معاملگی فطرتاً فساد، بے رحمی، دغا بازی وفساد و نفاق کا ایسا مجموعہ بن چکے تھے کہ اقوام عالم نے انہیں پھر جلاوطنی اور جبر و استبداد اور انواع اقسام کی سزائیں دیں۔

اخلاقی انحطاط، انسانی پستی اور اجتماعی فساد کی اُس منزل پر تھے کہ اس کا اندازہ آیات قرآنیہ سے ہو سکتا ہے کہ قتل انبیاء کے مرتکب ہوتے ہوئے بھی بڑی دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے کہ انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ(Al Quran, 4: 157) ہم نے مسیح رسول خدا کو قتل کر ڈالا حتی کہ اللہ پر بھی بخیلی کی پھبتی کستے۔ بدامنی ،فسق و فجور میں جناب یعقوبؑ کے دور سے لیکر جناب موسیٰ و عیسیٰ علیہ السلام تک اپنی مثال آپ تھے۔ نقض امن کی کاوشوں اور سازشوں کے باعث ہی دنیا میں دربدر رہے اور آج بھی ساری دنیا کی Economy پر اسطرح قابض ہیں کہ دنیا کو octopus کی مانند جکڑ رکھا ہے۔ اس بات کی گواہی معروف امریکی مصنف نے Texe Marrs نے مشہور زمانہ Synagogue of Best Seller کتاب The Satan کے مقدمہ میں دی ہے وہ لکھتا ہے۔

"One group and only one group" alone is responsible for virtually all wars and blood shed on the face of this planet. This evil Cable is few but like a deadly octopus."[9]

یعنی صرف اور صرف ایک ہی گروہ دنیا میں تمام تر خون خرابے اور بدامنی کا باعث ہے۔ یہ شیطانی Chain تعداد میں مختصر مگر اُس مہلک آکٹوپس کی طرح ہے جس نے ساری انسانیت اپنے شکنجے میں جکڑ رکھی ہے۔

دنیا میں اس وقت تباہی امن کے ضمن میں یہود کا کردار آخر کس سے چھپا پڑا ہے۔ اس ضمن میں صرف ایک ہی دلیل جو یہود کی اپنی ہی زبانی پیش خدمت ہے جو گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مصداق ہے۔ کچھ یوں ہے کہ فری میسنز کی ریشہ دوانیاں آج ہر صاحب علم کو معلوم ہیں فری میسنز میں مرکزی ترین کردار روتھس چائلڈ تھا جس کی

---

[9] Marrs, Synagougue_of_Satan.

بیوی نے 1849ء میں بستر مرگ پر یہ کہا "اگر میرے بیٹے جنگ نہ چاہیں تو دنیا میں امن وامان کوئی مسئلہ نہ رہے"[10]

یہود کو دنیا بھر میں نقض امن اور اپنی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کے گہرے جال بچھانے کے ضمن میں کسی حد تک سزائیں اور سختیاں جھیلنا پڑیں اس کو یہاں مقالہ کی طوالت کے خوف سے زیب قرطاس نہیں کیا جارہا ہے بلکہ قارئین کے لیے اینڈریو کیر نگٹن پیچ کا کBest Sellerکتاب The Synagogue Satan ہی کفایت کرے گی۔

داؤد، موسیٰ، عیسیٰ، الیاس علیہ السلام کے سوا بائبل میں مذکور انبیاء جرمیاہ اور یسعیاہ اخلاقیات اور استحکام امن کے لیے خدائی تعلیمات یکے بعد دیگرے ان تک پہنچاتے رہے حتیٰ کہ موسیٰ کے احکام عشرہ اس کی خوبصورت اور عمدہ مثال تھے مگر وائے افسوس کہ شر وفساد کے جراثیم پھر بھی ختم نہ ہوئے ان کی اور تخریبی تحریکات میں اضافہ ہوتا گیا۔

قدیم ایران اور مانویت ومزدکیت کی وحشت وبربریت

قدیم ایران خود کو متمدن دنیا کی تولیت وانتظام کا دعویدار سمجھتا تھا مگر بدقسمتی سے وہ دشمن انسانیت سر گرمیوں اور امن وامان کی دھجیاں بکھیرنے کا مرکز بن گیا۔ جن مقدس رشتوں سے ازدواجی تعلقات دنیا کے ہر معتدل ومتمدن خطہ میں حرام متصور کیے جاتے ایرانیوں کے ہاں انکی حرمت وکراہت تسلیم نہ کی جاتی۔ تاریخ طبری میں مذکور ہے یزدگرد دوم نے اپنی لڑکی کو اپنی زوجیت میں رکھا پھر قتل کر ڈالا شدید شہوانی رجحان کی حد یہاں تک تھی کہ پرویز کے پاس 12 ہزار عورتیں تھیں اور پچاس ہزار اصیل گھوڑے اور سامان تعیش اس حد تک تھا کہ جس کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ ایرانی سرتاپا بے جا رسوم ورواج، رکھ رکھاؤ اور پر تصنع زندگی میں غرق تھے۔[11]

یہاں عفت وعصمت اور پاکدامنی وطہارت کی آواز زرتشت بلند کر چکے تھے۔ جناب زرتشت جن پر کوئی پیغمبر خدا ہونے کا خاصہ شائبہ پایا جاتا ہے اس کی اخلاقی تعلیمات میں پندار نیک، گفتار نیک اور طہارت وپاکدامنی کو بہت اہمیت تھی۔ اگرچہ اوستا کی تعلیمات میں خدائے آہوار امزدا اور خدائے شر اہریمن میں جنگ کا بالآخر انجام خیر کی فتح کی صورت میں بتلانے میں گویا صداقت، دیانت اور امن وآشتی کے متلاشیوں کے لیے امن اور خیر کی ہی کے بقا اور دوام

[10] Hitchcock, Shaitani Kanissa, P.103.

[11] Tibri, Tareekh-ul-Umam-o-Al Malook, 2:P.138.

کا واضح پیغام تھا۔

شہوانیت و لذتیت سے بھرے ہوئے ایران میں مانویت کی آواز اٹھتی ہے۔مانی ساسانی فرمانرواشاہ پور اول کے زمانہ میں ظاہر ہوا اس نے اعلان کیا کہ دنیا میں شر و فساد اور بدامنی کا سبب صرف شہوانی رجحان ہے۔اس طرح اس نے تجرد کی تعلیم دیتے ہوئے نکاح کو حرام قرار دیا۔ بہرام نے 276ء میں مانی کو یہ کہتے ہوئے قتل کرڈالا کہ مانی دنیا کی تباہی کی دعوت دیتا ہے اس لیے قبل اس کے کہ دنیا ختم ہو اور اس کا مقصد پورا ہو اس کو خود ہلاک ہونا چاہئے۔ایران کی افتاد طبع نے ایک مرتبہ پھر مانی کی دشمن فطرت تعلیمات کے خلاف بغاوت کی۔یہ بغاوت مزدک کی دعوت کی صورت میں سامنے آئی اس نے دوسری انتہاء اختیار کی اور اعلان کیا کہ تمام انسان یکساں پیدا ہوئے ہیں ان کے درمیان کوئی تفاوت نہیں۔

لہذا ہر ایک کو دوسرے کی ملکیت کے مساوی حقوق حاصل ہیں چونکہ مال و عورت دونوں ہی عناصر ایسے ہیں جن کی حفاظت کا اہتمام کیا جاتا ہے یہ دونوں بھی مشترکہ طور پر ہر ایک کی ملکیت ہیں علامہ شہرستانی نے لکھا ہے کہ مزدک نے تمام عورتوں کو سب کے لیے حلال کردیا اور مال وزن کو مثل آگ و چارہ، پانی کے مشترک و عام کرڈالا[12]

علامہ طبری نے لکھا ہے۔

اوباش اور آوارہ مزاجوں کی تمنا برآئی اس قماش کے لوگ مزدک کے پرجوش ساتھی اور دست و بازو بن گئے تحریک کا اتنا زور ہوا کہ جو چاہتا جس کے گھر میں چاہتا گھس آتا اور مال وزن پر قابض ہو جاتا اور صاحب مکان کچھ نہ کرسکتا دیکھتے ہی دیکھتے یہ عالم ہو گیا کہ نہ باپ اپنے لڑکوں کو پہچان سکتا اور نہ لڑکا باپ کو۔کیونکہ کسی کو بھی اپنی ملکیت واختیار و قبضہ نہ تھا[13]

برہمنیت کا تفوّق اور قدیم ہند کی تباہی

اسی طرح قدیم ہندوستان میں آریائوں نے بھی جنسی انارکی پھیلا کر جنگ وجدل کی عمومی تعلیم دیکر قدیم ہند کو برباد کرڈالا اس کا صحیح اندازہ ہندوؤں کی مقدس مذہبی کتاب مہابھارت ہے جس میں کوروؤں اور پانڈئوں کی طویل جنگ جو ایک جوئے کے ہارنے پر شروع ہوئی اور تباہی و بربادی کی وہ حدیں پار کرگئی کہ الامان والحفیظ۔

[12] Shahrastānī , Al-Milal Wal-Ahwa' Wa Al-Nihal, P.86.

[13] Tibri, Tareekh-ul-Umam-o-Al Malook, 2:P.80.

ہندو ذات پات کے نظام نے شودر کو جس طرح برہمنیت کے خوفناک شکنجے میں جکڑ رکھا تھا اس کا اندوہناک تذکرہ بھی دلوں کو دہلا دیتا ہے۔اس صورتحال میں بدھ مت نے سر اٹھایا اور برہمنیت کی خاندانی اجارہ داری اور تفوق کا سخت انکار کیا اور ساتھ ہی ساتھ امن پسندی کو اپنا نمایاں ترین ماٹو بنایا۔جنگ، جدل، لڑائی، شراب پینا، مار پیٹ گالی گلوچ کرنا تو درکنار بدھ نے اپنے دس احکام کے ذریعے ان کا تذکرہ بھی کرنے سے اپنے متبعین کو منع کر ڈالا۔اس لیے کہ اس نوعیت کے الفاظ بھی تمہارے دلوں سے کدورت نہ نکال سکیں گے۔بلاشبہ آج بدھ مت بطور امن کے داعی کے دنیا میں سب سے زیادہ پُراثر ہونے کے دعویدار ہے مگر یہ بھی مسیح کی جانب منسوب عدم تشدد کی تعلیم کی طرح سے ایسی متعجب اور حیران کن تعلیم تھی جو ناممکن الوقوع تھی جسکا آج خوفناک نظارہ برما میں امن امن کے راگ الاپنے والے بودھوں کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل عام کی صورت میں دیکھا جاسکتا ہے۔قصہ مختصر یہ کہ ہندومت کے ظلم وجبر کے مد مقابل گوتم بدھ کی اخلاقیات پر مبنی مقدس تعلیمات جونہی منظر عام پر آنے لگیں تو ہندوؤں کو اپنا مذہبی و نسلی تفوق و امتیاز کا خاتمہ ہوتا نظر آنے لگا انہوں نے اپنی بالادستی کو برقرار رکھنے کے لیے ایک نیا قدم اٹھایا۔وہ دھرم ستر ہ کی تالیف نو کرنا تھا۔جو کہ تالیف کے بعد دھرم شاستر کہلایا دھرم شاستر بڑی تعداد میں لکھے گئے مگر ان میں مقبول صرف منوجی کا دھرم شاستر ہوا۔چونکہ یہ کتب غیر الہامی تھیں اس لیے انہیں الہامی کتب سے ممیز کرنے کے لیے سمرتی کہا جانے لگا جبکہ الہامی کتب سروتی کہلائیں۔یہی منو دھرم شاستر منو سمرتی بولا جانے لگا۔

مگر شاستروں کی تالیف نو کی یہ کاوش ہندومت کے متبعین کو پھر بھی زیادہ متاثر نہ کر سکی۔کیونکہ ذات پات کا تفاوت جوں کا توں تھا جس نے شودروں کو شدید مایوسی اور احساس کمتری کے سوا کچھ نہ دیا گویا بقائے امن و استحکام امن کے لیے شاستر وہ مقصد پورا نہ کر سکے۔جس کی کوشش ہندوؤں نے بودھوں کے اخلاق اور امن کے تصور پر برتری پانے کے لیے کی۔

منو شاستر کے چند احکام بیان کرنا ضروری ہیں :

1. قادر مطلق (برہما) نے دنیا کی بہبودی اور امن کے لیے چاروں ذاتوں برہمنوں، کھشتری ویش و شودر کو پیدا کیا اور سب کو اس کی حفاظت کے لیے الگ الگ احکام دیئے۔
2. برہمن کو سنگین سے سنگین جرم میں بھی قتل کی سزا نہیں دی جاسکتی کیونکہ اس کے قتل سے سنگین جرم کوئی نہیں۔
3. اگر کوئی شودر کسی دوسری ذات والے کے برابر یا ساتھ بیٹھے تو بادشاہ اس کے سرین کو داغوادے اور اس کو

ملک بدر کردے۔

4. اگر شوہر بد چلن اور عیاش بھی ہے تو بھی عورت اس کی دیوتا کی طرح پرستش کرے کیونکہ جو عورت شوہر کے حقوق ادا نہ کرلے گی وہ گیدڑ کے پیٹ میں اگلا جنم لے گی[14]

ذات پات کے اس خوفناک تفاوت نے قدیم ہند میں کبھی بھی امن وآشتی کی فضا کو پیدا نہ ہونے دیا۔

مہاویر کا تصور موکش اور بقائے امن کی کاوش

چھٹی صدی قبل مسیح میں ہندوستانی مذہب جین مت منظر عام پر آیا۔ جس کے بانی مہاویر وردھماں نے تیزی سے اسکی اشاعت کی بدھ مت کی طرح جین مت بھی تیزی سے مقبول ہونے لگا جس کا بنیادی ترین سبب اسکا بدھ مت کی طرح سے سماجی مساوات کا قائل ہونا اور اسکی تشہیر واشاعت کرنا۔ اور دوسری چیز مہاویر کا یہ تصور کہ دنیا میں اختلافات کا خاتمہ امن وامان کا قیام صرف مکتی یا نروان کے ذریعے ہی ممکن ہے جسے وہ موکش کا نام دیتا ہے اور اسی کو مہاویر نے جدوجہد انسانی کا مقصد اعلیٰ قرار دیا۔ بدھ کی طرح امن کے بقا کے اخلاقی احکام صحیح علم، صحیح عمل پر اپنے متبعین سے حلف لیا اور وہ پانچ تھے۔

1. کسی جانور کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے
2. چوری نہ کرے
3. جھوٹ نہ بولے
4. ملکیت میں کچھ نہ رکھے
5. بد فعلی یا زنا نہ کرے

جہاں دنیا سفاکی وبربریت کی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی وہاں مہاویر کی امن وآشتی کی دوسری انتہا غیر فطری راستہ کی طرف دعوت تھی اسکی ایک مثال پیش خدمت ہے

"مہاویر نے اہنسا کے اصول پر شدت سے زور دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ماننے والے جوں، مچھر، کھٹمل اور زہریلے کیڑوں کو بھی ہلاک نہیں کرتے بلکہ پلنگ پر جس میں بہت سے کھٹمل ہوں کسی تندرست آدمی کو پیسے دے کر سلاتے ہیں تاکہ کھٹملوں کو غذا مل سکے اور انہیں ثواب حاصل ہو وہ غروب آفتاب سے پہلے کھانا کھا لیتے کہ مبادا

[14] Kautaia, The Arthshatra, P.513.

تاریکی میں کوئی کیڑا کھانے میں گر کر ہلاک نہ ہو جائے اسطرح شمع روشن کرنا بھی ان کے نزدیک مناسب نہیں کیونکہ یہ پروانوں کی ہلاکت کا باعث بنتی ہے جب چلتے تو زمین پر بہت آہستہ پاؤں رکھتے کہ کوئی کیڑا پاؤں تلے آکر ہلاک نہ ہو جائے۔ [15]

آمد مصطفی ﷺ سے قبل خطہ عرب کا تنزل وانحطاط

رسول اللہ ﷺ کی آمد سے قبل گر خطہ عرب پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہو گا اس خطہ ارضی کے افراد آزادی وخودداری کو جان سے زیادہ عزیز سمجھتے شہسواری وشجاعت میں بے بدل تھے۔ عقیدہ کے پرجوش، صاف گو، جری، حافظہ قوی مساوات اور جفاکشی کے عادی اور امانت ودیانت میں ضرب المثل بھی۔ مگر انبیاء کی تعلیمات سے بُعد باپ دادا کے دین اور قومی روایات پر سختی سے قائم رہنا وہ اسباب تھے جس میں وہ دینی واخلاقی حیثیت سے بہت گر چکے تھے اب رسول خدا کی آمد سے قبل تنزل انحطاط کی آخری سطح پر تھے۔

اخلاقی واجتماعی امراض ان کی سوسائٹی کو گھن کی طرح کھا رہے تھے چنانچہ ابراہیم خلیل اللہ کے دین پر ہونے کے دعویدار ہوتے ہوئے بھی اب ابراہیمی دین کے محاسن سے دور جاہلی زندگی کی بدترین خصوصیتوں اور معائب میں مبتلا تھے۔ قبائلی وخاندانی عصبیت وامتیاز اور جتھے بندیوں میں بڑے سخت واقع ہوئے، فطرتاً جنگجو تھے اور یہ ان کی صحرائی اور غیر متمدن زندگی کا تقاضہ بھی تھا۔ عرب اپنی فطرت میں امن واستحکام کے کس قدر خواہشمند تھے اس کا اندازہ دیوان حماسہ کے اشعار سے خوب لگایا جا سکتا ہے۔

مثلاً ایک شاعر فخریہ کہتا ہے۔

واحیانا علی بکرٍ اخینا　　　اذا مالم نجد الا اخانا

یعنی جب لڑنے کے لیے ہمیں کوئی حریف قبیلہ نہیں ملتا تو ہم اس کی تسکین کے لیے اپنے ہی حلیف قبیلہ پر حملہ آور ہوتے ہیں

ایک دوسرا شعر حماسہ ہی کا یوں ہے۔

اذا لمهره الشقراء ادرک ظهرها　　　فشب الا له الحرب بین القبائل

جب میرا گھوڑا سواری کے قابل ہو تو اے اللہ قبائل میں جنگ کی آگ بھڑکا دے تاکہ میں گھوڑے و تلوار

[15] Pruthi, Buddhism and Indian Civilization, P.197.

کے جوہر دکھاوں۔ کسی بھی جنگ کے بھڑکنے کے لیے بہت معمولی واقعہ ہی کافی ہوتا اور اگر آگ بھڑک اٹھتی تو کئی کئی پشتوں تک صدیوں تک جاری رہتی۔ مثلاً بعاث کی جنگ، کلاب، نخلہ، فترت، محلہ، قرن، سوبان اور حاطب وغیرہ مشہور لڑائیاں تھی جنگ کا انجام ہمیشہ طرفین کی تباہی و بربادی اور نقصان جان ومال پر ہی ہوتا ایک قبیلہ دشمن پر قابو پانے کے بعد مفتوح قبیلہ کے عیال واطفال کو قید کر کے بلا تکلف وبلا امتیاز سب کو قتل کر ڈالتا اور اگر قیدیوں کے کھانے میں سے کوئی شخص ان کا کھانا کھالیتا تو قتل سے محفوظ ہو جاتا۔ فنون حرب واسلحہ اعلی شہرت کے حامل تھے حتی کے گھوڑوں اور تلواروں کے نام عربی زبان میں ایک ہزار سے زائد تک بتلائے جاتے ہیں۔ یہ سب اس امر کی دلیل ہے کہ وہ قتال وجنگ کے بے حد شائق تھے۔ رہزنی اور ڈکیتی کے بے حد مشتاق تھے چوری کی حد یہ تھی کہ بعض مشہور چوروں کو بطور ضرب المثل بیان کیا جاتا تھا اور یہ چور زوبان العرب) عرب کے بھیڑیے (کہے جاتے۔ کینہ وعداوت اس حد تک کہ نسلوں کی نسلیں غارت ہو جائیں سبب عداوت کینہ یاد رہے نہ رہے مدمقابل کو قتل کیے بغیر چین سے نہ بیٹھتے۔[16]

ان احوال میں رحمت عالم کو اللہ کی جانب سے بھیجا گیا امن وسکون کا سبق محمد کریم ﷺ نے کس خوبصورتی سے سکھایا کہ بات بات پر جانی دشمن بن جانے والے معلمین انسانیت بن گئے یثرب سے اٹھنے والی امن کی پکار نے چہار دانگ عالم کو ظلمات سے نکال کر روشنی سے منور کر دیا۔ نبوت ورسالت کی مقدس آواز جس نے صدیوں کے جدال وقتال کے بعد عرب کی کمر توڑ ڈالی تھی مجبور ہوئے کہ محمد عربی کی آواز پر لبیک کہیں بربادی وبدامنی کو خیر باد کہہ کر امن واستحکام کی بنیاد رکھیں۔ سچائی پر مبنی اس آواز نے صدیوں سے فسق وفجور میں تڑپتی بربریت وسفاکی میں لت پت انسانیت کے زخموں پر پھاہا رکھا کہ جب واقعہ حلف الفضول پیش آیا۔ چند قبائل قریش یعنی بنی ہاشم، بنی مطلب، بنی اسد بن عبد العزی، بنی زہرہ بن کلاب اور بنی تیم اکٹھے ہوئے۔ عبد اللہ بن جدعانؓ کا گھر اس معاملے میں انسانیت کے لئے امن وآشتی کا اولین مرکز قرار پایا آپ ﷺ بھی اس معاہدے میں شریک ہوئے کہ مکہ میں کوئی بھی مظلوم خواہ مکہ کا رہنے والا ہو یا بیرون کا' سب مل کر اس کا حق دلوائیں گے۔ اور اس کی مدد کریں گے ۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رسالت سے مشرف ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے اس کے عوض سرخ اونٹ بھی پیش کیے جائیں تو میں اس کو پسند نہیں کروں گا اور اگر آج بھی مجھے اس جیسے معاہدے کی طرف

[16] Najeebabadi, Tareekh E Islam, P.73.

بلایا جائے تو میں لبیک کہوں گا۔[17]

نتائج:

بلا شک وشبہ اگر جنگ سفاکی اور بربریت بپا کرتی ہے تو جنگ اس تباہیوں کو روکنے کا کارگر علاج بھی ہے بشرطیکہ اعلائے کلمۃ اللہ 'فساد فی الارض کے خاتمہ اور مظلوموں کی مدد دادرسی کے لیے کی جائے۔اور امن کی گارنٹی اور ضمانت بھی مہیا کرتی ہے۔عصر حاضر میں اگر امریکہ واتحادی قوتیں اسلامی ممالک پر بربریت کا بازار گرم رکھیں گی۔شامی بشار الاسد اور افغانی کرزئی جیسے مسلم حکمران اگر طاغوتی طاقتوں کے ہاتھوں کھلونا بنے رہیں گے تو خطہ زمین ہمیشہ جدال کے شعلوں کی لپیٹ میں رہے گی۔جس کا خاتمہ پھر انسانوں کے بس کی بات نہ ہو گی۔پھر داعش جیسے گروہوں کا پیدا ہونا اس کا لازمی اور فطری نتیجہ ہو گا جس کا حل انسان کبھی بھی تلاش نہ کر پائے گا۔

[17] Najeebabadi, P.73.